عِلمِ لطائف کے بیان میں

مصلح الدین احمد اسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہی اللہ تعریف و حمد کے لائق ہے جس نے اپنے مخلص بندوں کو جہان میں اور ان کے نفوس میں اپنی عظمت کی نشانیاں اور اپنی قدرت کے آثار دکھائے جن سے انہوں نے جان لیا کہ حق ہی سے انفس و آفاق اور ان کی ذات اور ان کی صفات، عالم اجسام ہو یا عالم ارواح، قائم ہے اور باقی اس کے سوا جو چیز ہے، باطل ہے اور اللہ ہی کل اشیاء کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے اور جدھر ہم دیکھتے ہیں، اللہ ہی کی جلوہ گری ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اس کے بعد فقیر ولی اللہ بن عبدالرحیم العمری الدہلوی، اس پر اس کے والدین اور مشائخ پر اللہ رحمت نازل فرمائے، عرض کرتا ہے کہ یہ چند ورق جن کا نام "الطاف القدس" ہے نفس کے لطائف کی معرفت اور حقیقت قلب و عقل و نفس و روح و سِرّ و خفی و اخفیٰ و حجر بحت اور ان کے بیان میں ہیں نیز ان سب کی اصلاح کے طریق اس میں بیان کئے گئے ہیں مگر اس رسالہ کا مقصد یہ ہے کہ خالص وہ مسائل لکھے جائیں جو وجدانی اور کشفی

ل شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب "الطاف القدس" کی تمہید کا یہ اردو ترجمہ ہے، جو جناب مصلح الدین احمد صاحب اسیر نے لکھنؤ سے ارسال فرمایا ہے صاحب موصوف نے "الطاف القدس" کا ترجمہ مکمل کر لیا ہے۔

طور پر حاصل کئے گئے ہیں۔ اس رسالہ میں عقلی و نقلی علم سے بحث نہیں کی گئی ہے۔

اللہ علی ما نقول وکیل

فصل اوّل، علم لطائف کے شرف اور فائدہ کے بیان میں

علم لطائف ایک بہت بڑی میزان ہے جس سے خداوند تعالیٰ نے پچھلے زمانہ کے صوفیوں کو برگزیدہ فرمایا ہے ان میں سے جو سب سے زیادہ ان لطائف کی بصیرت رکھتا ہے، وہ سب سے زیادہ تہذیب نفس میں بصیرت رکھتا ہے اور ان میں سے جو سب سے زیادہ ان لطائف کے احکام کی تمیز رکھتا ہے وہ سب سے زیادہ مسترشدین کے ارشاد پر قادر ہے۔ ان لطائف کے علم کا عالم بہ نسبت ان صوفیوں کے جنہوں نے تصوف کے میدان میں عمریں گذاری ہیں، اور اس علم سے واقفیت نہ حاصل کر سکے، مثل ایک طبیب حاذق کے ہے جو مرض کے اقسام، اس کے اسباب، علامات اور علاج وغیرہ کی تشریح سے، نیز ان قوانین سے جو حکمائے سلف نے عمر بھر کے تجربوں کے بعد حاصل کئے تھے کما حقہٗ واقف ہے۔ یا بمقابلہ ان بڑھیوں کے جو اپنے ناقص تجربوں یا سنی سنائی روایتوں سے کہ فلاں دوا کا یہ فائدہ ہے اور فلاں کا یہ نقصان، دوا کی خاصیت بیان کرتی ہیں۔ یا ان لطائف کے جاننے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کہ وہ راہبر جو عمر بھر جنگلوں میں پھرتا رہا ہو، اور راستہ کے نشیب و فراز کو خوب سمجھتا ہو اور صحیح اور غلط راستہ کی شناخت بخوبی کر سکے، بہ نسبت اس جماعت کے جس نے مصیبت یا شوق کے ہاتھوں بلا مقصد اور بغیر راستہ مقرر کئے ہوئے جنگل کی راہ لی۔ جن میں سے کچھ لوگ تو ہلاک ہوئے اور کچھ مراد کو پہنچے۔ اور عمر دراز کے بعد اپنے وطن مالوف کو لوٹے ان میں سے سبھوں نے اپنا اپنا قصہ بیان کیا اور اپنی نامکمل اور ناقص حکایتوں سے سننے والوں کو تنگدل کر دیا۔ ان میں سے ایک بھی اس قابل نہ ہوا کہ کسی کے اعتراض کا جواب دے سکے یا ان کے شک کو رفع دفع کر سکے اور صحیح بات بیان کر سکے بہر حال اگر تم اہل تمکین کی راہ جو کہ انبیاء کے وارث ہیں، معلوم کرنا چاہتے ہو تو یہ سمجھ لو کہ وہ بجز علم لطائف کے حاصل کئے معلوم نہیں ہو سکتی۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ صراط مستقیم کا (طریقہ) سلوک جس میں نہ کوئی لغو حرکت ہے اور نہ کوئی بے فائدہ تکلیف ہے حاصل ہو جائے تو وہ بھی بغیر علم لطائف کے ناممکن ہے اور یہ ایک نعمت عظمیٰ ہے کہ متاخرین اس سے پوری طرح محظوظ

ہوتے چلے آئے ہیں ذالک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا فضل فرمایا لیکن ان میں سے اکثروں نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا۔ آج کل اذکار و افکار کے جو طریقے رائج ہیں انہیں یہاں اپنے بزرگوں سے نقل کیا جاتا ہے۔ یہ دو قسم کے ہیں ایک تو وہ کہ ایک عزیز کو اس راہ کا شوق ہوا۔ اس سے جس طرح بنا سلسلۂ سلوک اختیار کیا اور آخر ایک قسم کے اطمینان کی حالت تک پہنچا اور مرشد و ہدایت کے آثار اس سے ظاہر ہونے لگے اور طالبانِ راہِ حق اس سے رجوع کرنے لگا۔ یہ خود جس مقام تک پہنچا تھا، ان کو پہنچا دیا گویا اس کے سوا کوئی اور ٹھکانہ نہیں اور نہ اس کے علاوہ کوئی کمال ہے۔ اس عزیز کے یار دوستوں نے اسی کی راہ اختیار کی اور اسی کیفیت پر اعتماد کلّی کر بیٹھے۔ اس جماعت کے اکثر لوگ صرف ایک نسبت کے حامل ہوتے ہیں یا تو نسبت شوق و تعلق یا ارواح بزرگان سے اویسی طور پر استفادہ کرنے کی نسبت، یا نیچے طبقہ کے ملائکہ کے مشابہت کی نسبت یا نسبتِ توحید یا نسبتِ طہارت، یا عالمِ مثال کے اذکار کی صورتوں سے ارتباط کی نسبت یا وہ کوئی دوسری اسی قسم کی کوئی نسبت پیدا کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے لطیفوں میں سے کوئی لطیفہ اس نسبت کی مناسبت سے مہذب ہو جاتا ہے، اور باقی لطائف ویسے ہی کدورت میں پڑے رہتے ہیں۔ اگر ان کے کمال کی صورتِ مثالی تمہارے سامنے آجائے تو وہ ایسی صورت ہوگی جس کی آدھی شکل کالی ہوگی اور آدھی سفید یعنی ان کے عمل نیک و بد دونوں ہوں گے، اس جماعت کے بہت سے لوگ شرع کی پابندی نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ سب ظاہری شرع ہے اور حقیقت اور لب لباب اس کا وہ ہے جس کا ہمیں ادراک ہوا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

دوسری قسم وہ ہے کہ ان کے استاد ایسے کامل و مکمل ہوتے ہیں جن کو تدبیرِ کلّیِ حق نے مرشدِ خلق کا خلعت بخشا۔ امت مرحومہ کا بچا کچھا ان کے ہاتھوں میں سونپا اللہ کی مرضی سے ان سے رشد و ہدایت کا ظہور ہوا۔ ان کو اس کے متعلق ضروری باتوں کا الہام فرمایا گیا۔ اور ان کو سالکوں کی ہدایت کے لئے مقرر کیا گیا وہ انکی اتباع شدت کے ساتھ کرتے رہے ان بزرگواروں نے ضرورت کے مطابق قواعد کی تمہید ڈالی اور ہر مرض کی دوا اور ہر آفت کا علاج مقرر کیا وغیرہ وغیرہ۔ مبتدی جن میں سے بہتوں کا ایک ہی لطیفہ اصل جبلت میں قوی ہوتا ہے اور دوسرے لطائف ضعیف ہوتے ہیں۔ پس اگر ابتداء ہی سے اشغال و اذکار کرنا شروع

کریں اور ان تمام کی تربیت کا قصد کریں تو مدت دراز چاہیئے کہ وہ طاقتور لطیفہ اپنا سر وراُن سب لطائف سے حاصل کرکے مہذب ہو، جوش وخروش میں آئے اور اس لطیفہ کے تہذیب کے آثار ظاہر ہوں۔ اور یہ سالک اطمینان تک پہنچ سکے۔ ہاں اگر کوئی سالک خصوصیت کے ساتھ اس لطیفہ کی تقویت کو سامنے رکھ کر دوسرے لطائف کو مجمل طور پر جاری کرنیکی کوشش کرے تو جلد اس مطلب کو پہنچ جائیگا اور اطمینان حاصل کرلے گا۔ اس اطمینان کا باعث جو متعدد مراتب فنا طے کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے، وہی لطیفہ ہے، جس کی فطرت زیادہ قوی ہوتی ہے

دوسرے یہ کہ راہ طریقت کے سالک پر فنا وبقا کے مختلف احوال ظاہر ہوتے ہیں اور وہ ہر حالت کی نسبت کو لطیفہ کے ساتھ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا اور حیرت میں پڑجاتا ہے اور عدم حصول کے گمان میں مبتلا ہوجاتا ہے اور جانتا ہے کہ اس سے پیشتر جو ظاہر ہوا تھا، وہ محض غرور نفس کی وجہ سے تھا اس لئے اس کو بہت ملال اور قبض لاحق ہوجاتا ہے اور اس کا کام رک جاتا ہے۔ اور اگر وہ ہر حالت کا انتساب لطیفہ سے کرے اور ہر فنا وبقا کے رجوع کے وقت ایک خاص امر کا ادراک کرے تو وہ اس قسم کے قبض سے نجات پا جائیگا دوسرے یہ کہ اولیاء کے احوال ملاحظہ کریگا ان کے اقوال اور احوال کے اختلاف کو سمجھے گا اور شک میں پڑ جائے گا۔ کبھی اس حالت کی طرف متوجہ ہوگا اور کبھی اس حال کی طرف، اور کام سے ہاتھ کھینچ لے گا۔ اور ہوسکتا ہے کہ انتہا درجہ تک ایک شخص تامل کرے اور سمجھے کہ سلوک کی حقیقی انتہا یہی ہے اور فی الحقیقت ان کے اقوال واحوال کا اختلاف اور اس کے انتہا کی گوناگونی لطائف کے فطری قوت وضعف پر مبنی ہوتی ہے دوسرے یہ کہ ایک کام کے معقول اسباب پیدا کرنے چاہئیں اس کام کے ساتھ مناسبت حقیقی پیدا کرلی جائے تو اس کام میں تھوڑی سی کوشش بہت سی کوشش کی برابر حکم رکھتی ہے اور روز بروز فائدہ اس سے زیادہ ہوتا جاتا ہے اور جب بصیرت اور معرفت کے اصول سے اس میں فکر کی جائے تو راستہ کھلتا جاتا ہے۔

بہر حال علم لطائف کی فضیلت اور فائدے بہت ہیں یہ تھوڑا سا اس بہت کا نمونہ پیش کیا گیا۔